دوسرا مطلب، عام:

عام کی لغوی تعریف: جو کئی چیزوں کو شامل ہو، جیسے یہ مقولہ ہے عَمَّهُمُ الْخَيْرُ اس کا مطلب ہے کہ خیر سب کو شامل ہوئی۔

اصطلاحی تعریف: جو بغیر حصر کے ایک ہی وضع سے ایک ہی دفعہ ان تمام چیزوں کو شامل ہو جن کے لیے اسے بولنا درست ہو۔ ❶

اس کا مطلب یہ ہے کہ عام وہ لفظ ہے جو کہ ایک ہی دفعہ وضع کیا گیا ہو نہ کہ متعدد بار۔ تا کہ وہ اپنے مفہوم کے تمام افراد کو شامل ہو جائے۔ یعنی ان تمام افراد کو شامل ہو جن پر اس کے معنی صادق آتے ہوں، جس میں معین تعداد کا حصہ نہ ہو۔ یعنی لفظ کے اندر مخصوص تعداد کے انحصار کی دلالت نہ ہو۔ اگرچہ وہ فی الحقیقت محصور ہی ہو، جیسا کہ سمٰوٰت اور علماء البلد۔

کلمہ رجال میں لفظ عام ہے کیونکہ اس کو لغوی طور پر ایک ہی دفعہ وضع کیا گیا ہے تا کہ یہ تمام ان اکائیوں پر دلالت کرے جن پر یہ معنی صادق آ سکتا ہے، وہ ایک ہی دفعہ سب کا احاطہ کرتا ہے۔ ❷

۲۷۹۔ عموم کے الفاظ: ❸

عموم پر دلالت کرنے والے لفظ تو بہت زیادہ ہیں۔ ذیل میں چند مشہور الفاظ کا ذکر کیا جاتا ہے۔

پہلا: کل اور جمیع یہ جس چیز کی طرف مضاف ہوں اس کے عموم کا فائدہ دیتے ہیں، جیسے فرمان الٰہی ہے: كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ''ہر نفس نے موت کو چکھنا ہے۔'' اور فرمان ہے: كُلُّ امْرِىءٍ بِمَا كَسَبَ رَهِينٌ ۝ (الطور: ۲۱) ''ہر بندہ اپنے کسب کے ساتھ گروی ہے۔'' اور نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان: كُلُّ رَاعٍ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ. ''ہر ذمہ دار سے اس کی رعایا کے متعلق پوچھا جائے گا۔''

---

❶ بیضاوی: ص۵۰۔ المحلاوی: ص۳۶۔ المسودہ: ص۵۷۴۔ الآمدی: ۲/ ۲۸۶۔۲۸۷.

❶ عام کی تعریف سے ہی عام اور مطلق میں فرق واضح ہو گیا کہ عام تو ایک ہی دفعہ تمام افراد کو شامل ہوتا ہے جبکہ مطلق صرف معروف افراد کو شامل ہوتا ہے نہ کہ تمام افراد کو۔

❷ المحلاوی: ص۶۵ ومابعدھا۔ المسودۃ: ص۱۸۹.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرا: وہ جمع جو اَلْ استغراقی کے ساتھ معرف ہو یا معرفہ بالاضافت ہو۔

اوّل کی مثال یہ فرمان الٰہی ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ (البقرة: ١٩٥)

''بے شک اللہ نیکی کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔''

﴿وَ الْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ﴾ (البقرة: ٢٣٣)

اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں، اس کے لیے جو چاہے کہ دودھ کی مدت پوری کرے۔''

﴿لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَ الْاَقْرَبُوْنَ﴾ (النسآء: ٧)

''مردوں کیلئے اس میں سے ایک حصہ ہے جو والدین اور قریبی رشتہ دار چھوڑ جائیں۔''

﴿وَ الْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ﴾ (البقرة: ٢٢٨)

اور وہ عورتیں جنھیں طلاق دی گئی ہے اپنے آپ کو تین حیض تک انتظار میں رکھیں۔''

ان دلائل میں آنے والے جمع کے الفاظ تمام افراد کو شامل ہیں، نکرہ میں جمع کے الفاظ عموم کا فائدہ نہیں دیتے بلکہ انہیں کم سے کم جمع یعنی تین پر محمول کیا جائے گا۔ (1)

اور معرفہ بالاضافت کی مثالیں یہ فرمان ہیں:

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ﴾ (النسآء: ٢٣)

''حرام کی گئیں تم پر تمھاری مائیں۔''

﴿خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً﴾ (التوبة: ١٠٣)

''ان کے مالوں سے صدقہ لے۔''

﴿يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ﴾ (النساء: ١١)

''اللہ تمھیں تمھاری اولاد کے بارے میں تاکیدی حکم دیتا ہے، مرد کے لیے دو عورتوں کے حصے کے برابر حصہ ہے۔''

جمع خواہ مذکر سالم ہو یا مونث سالم ہو یا جمع مکسر ہو سارے عموم کے الفاظ میں سے ہیں

---

(1) المسئودة: ص ١٠٥.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جبکہ وہ اَلْ استغراقی یا اضافت سے پہچانے جائیں۔

تیسرا: وہ مفرد جو اس اَلْ سے معرفہ ہو جو استغراق کا فائدہ دے، جیسا کہ اللہ کا یہ فرمان: ﴿وَالْعَصْرِ ٥ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ ٥ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ٥﴾ (العصر: ۱۔۳) ''زمانے کی قسم! کہ بے شک ہر انسان یقیناً گھاٹے میں ہے۔ سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کیے اور ایک دوسرے کو حق کی وصیت کی اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی۔''

یہاں انسان سے مراد پوری انسانیت کے افراد ہیں۔

اسی سے اللہ کریم کا فرمان ہے: ﴿وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا﴾ (البقرۃ: ۲۷۵) ''حالانکہ اللہ نے بیع کو حلال کیا اور سود کو حرام کیا۔'' اور یہ فرمان: ﴿الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ﴾ (النور: ۲) ''جو زنا کرنے والی عورت ہے اور جو زنا کرنے والا مرد ہے، سو دونوں میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو۔'' ﴿وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا﴾ (المآئدۃ: ۳۸) ''اور جو چوری کرنے والا اور جو چوری کرنے والی ہے سو دونوں کے ہاتھ کاٹ دو۔''

اور نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان: ((مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ)) ''غنی کا ٹال مٹول ظلم ہے۔''

یہاں یہ بات ملاحظہ ہو کہ الف لام سے معرفہ بننے والا مفرد کا لفظ عموم کے الفاظ میں سے ہے بشرطیکہ الف لام عہد اور جنس کے لیے نہ ہو، جب وہ ان دونوں میں سے کسی ایک کے لیے نہ ہو تب وہ عموم کے الفاظ میں سے نہیں ہوگا۔

الف لام عہد ذہنی کے کلمہ سے الرسول ہے اس فرمان الٰہی میں ﴿كَمَا أَرْسَلْنَا إِلَى فِرْعَوْنَ رَسُولًا ٥ فَعَصَى فِرْعَوْنُ الرَّسُولَ﴾ (المزمل: ۱۵۔۱۶) ''جس طرح ہم نے فرعون کی طرف ایک پیغام پہنچانے والا بھیجا۔ سو فرعون نے اس پیغام پہنچانے والے کی نافرمانی کی۔'' اور الف لام جنسی کی مثال یہ مقولہ ہے اَلرَّجُلُ خَيْرٌ مِنَ الْمَرْءَةِ، یعنی آدمی کی جنس عورت کی جنس سے بہتر ہے۔ یہاں لفظ اَلرَّجُلُ یا اَلْمَرْءَةُ عموم کا فائدہ نہیں دیتا۔ یہاں فضیلت منصبی ہے۔ یہاں جملے کی تفصیل جملے پر ہے نہ کہ فرد کی تفصیل فرد پر۔

چوتھا: وہ معرفہ بالاضافت جو مفرد ہو۔ جیسے فرمان ہے:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

﴿وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا﴾ (ابراهيم: ٣٤)

''اور اگر تم اللہ کی نعمت شمار کرو تو اسے شمار نہ کر پاؤ گے۔''

اور نبی کریم ﷺ کا فرمان:

((هُوَ الطَّهُوْرُ مَاءُهُ اَلْحِلُّ مَيْتَتُهُ))

''سمندر کا پانی پاک ہے اس کا مردار حلال ہے۔''

یہ فرمان تمام بحری جانوروں کی حلت پر دلالت کرتا ہے۔

پانچواں: اسمائے موصولہ، جیسے اس فرمان میں ہے:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا وَ سَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا﴾ (النسآء: ١٠)

''بے شک جو لوگ یتیموں کے اموال ظلم سے کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں آگ کے سوا کچھ نہیں کھاتے اور وہ عنقریب بھڑکتی آگ میں داخل ہوں گے۔''

﴿وَ اُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ﴾ (النسآء: ٢٤)

''اور تمھارے لیے حلال کی گئی ہیں جو ان کے سوا ہیں۔''

اس میں ''ما'' کے کلمہ میں مذکورہ محرمات کے علاوہ تمام عورتیں شامل ہیں اور اللہ کریم کا یہ فرمان:

﴿مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ﴾ (النحل: ٩٦)

''جو کچھ تمھارے پاس ہے وہ ختم ہو جائے گا اور جو اللہ کے پاس ہے وہ باقی رہنے والا ہے۔''

﴿وَالّٰٓـئِيْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ﴾ (الطلاق: ٤)

''اور وہ عورتیں جو تمھاری عورتوں میں سے حیض سے ناامید ہو چکی ہیں۔''

﴿وَ لَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ﴾ (النسآء: ٢٢)

''اور ان عورتوں سے نکاح مت کرو جن سے تمھارے باپ نکاح کر چکے ہوں۔''

چھٹا: جس طرح اسماء استفہام ہیں جیسا کہ اس فرمان الٰہی میں مَنْ ہے ﴿مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا﴾ (البقرة:٢٤٥ ـ الحديد:١١) ''کون ہے وہ جو اللہ کو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرض دے، اچھا قرض۔"

ساتواں: اسمائے شرط جیسے مَنْ، وَمَا، اَيْنَ جیسے فرمان ہے:

﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾ (البقرة: ١٨٥)

"تو تم میں سے جو اس مہینے میں حاضر ہو وہ اس کا روزہ رکھے۔"

﴿وَ مَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ﴾ (البقرة: ١٩٧)

"اور تم نیکی میں سے جو بھی کرو گے اللہ اسے جان لے گا۔"

﴿وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا﴾ (النسآء:٩٣)

"اور جو کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کی جزا جہنم ہے، اس میں ہمیشہ رہنے والا ہے۔"

﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ٥ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ٥﴾ (الزلزال: ٧۔٨)

"اور جو ذرہ برابر نیکی کرے گا اس کو دیکھ لے گا۔ اور جو ذرہ برابر برائی کرے گا اس کو دیکھ لے گا۔"

﴿اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ﴾ (النسآء: ٧٨)

"تم جہاں کہیں بھی ہو گے موت تمھیں پا لے گی، خواہ تم مضبوط قلعوں میں ہو۔"

آٹھواں: وہ نکرہ جو سیاق نہی یا نفی میں آئے جیسے اللہ نے فرمایا: وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا (التوبة: ٨٤) "اور ان میں سے جو کوئی مر جائے اس کا کبھی جنازہ نہ پڑھنا۔" اور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: وَلَا يُقْتَلُ وَالِدٌ بِوَلَدِهٖ اور وَلَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ، وَلَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ. جب اس پر حرف مِنْ داخل نہ ہو تب یہ عموم کا فائدہ دیتا ہے، جب اس پر حرف مِنْ داخل ہو جائے تو اس میں تاویل کا احتمال نہ ہوگا بلکہ اس کا معنی قطعی ہوگا، جیسے آپ کہیں مَارَاَيْتُ مِنْ رَجُلٍ وَمَا جَاءَنِيْ مِنْ اَحَدٍ. ❶

وہ نکرہ جو اثبات کے سیاق میں ہو وہ عموم کے الفاظ میں سے نہیں ہوتا، جس طرح فرمان

---

❶ المسودة: ص١٠٣.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے: اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً (البقرة: ٦٧) ''اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم گائے ذبح کرو۔'' لیکن کسی قرینہ کی وجہ سے یہ عموم پر دلالت کرے گا جیسا کہ جنت کی نعمتوں اور اس کے اہل والوں کے بارے میں ہے: لَهُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّلَهُمْ مَا يَدَّعُوْنَ ○ (یٰس: ٥٧) ''ان کے لیے اس میں بہت پھل ہے اور ان کے لیے اس میں وہ کچھ ہے جو وہ طلب کریں گے۔'' فَاكِهَةٌ کا لفظ یہاں تمام انواع کو شامل ہے اس میں قرینہ یہ ہے کہ بندوں پر احسان کیا گیا ہے، اسی طرح وہ سیاق شرط میں مذکور ہو وہ بھی عموم پر دلالت کرے گا۔ جیسے مَنْ يَأْتِيْنِيْ بِأَسِيْرٍ فَلَهٗ دِيْنَارٌ. یعنی جو میرے پاس کسی قیدی کو لائے گا تو اس کے لیے ایک دینار ہے۔'' یہ لفظ ہر اسیر کو شامل ہوگا۔ [1]

۲۸۰۔ مونث کا مذکر کے حکم خطاب میں شامل ہونا:

یہاں یہ بات مدنظر رہے کہ جمع کے الفاظ بحیثیت دلالت مذکر اور مونث کو شامل ہونے میں کئی اقسام کے ہیں۔

ایک قسم یہ ہے کہ جو بطور دلالت مذکر کے لیے ہے مونث کے لیے نہیں اور اس کے برعکس بھی۔ ہاں کوئی ایسی دلیل ہو جو اسے لفظ سے خارج کر دے، جیسا کہ رجال، مردوں کے ساتھ خاص ہے اور النسآء عورتوں کے ساتھ خاص ہے، ان کو دوسرے معانی کی طرف پھیرنے کے لیے کسی خارجی دلیل کی ضرورت ہوگی جو اسے لفظ سے خارج کر دے۔

ایک قسم وہ ہے جو اپنی وضع کے حساب سے مذکر اور مونث دونوں کو شامل ہوتی ہے یہ وہ ہے جس میں نہ تو تذکیر کی کوئی علامت ہوتی ہے نہ تانیث کی جیسا کہ اَلنَّاسُ الْاِنْسُ، اَلْبَشَرُ.

ایک وہ قسم ہے جو دونوں میں سے کسی ایک کے ساتھ خاص ہونے کے لیے کسی وضاحت کی محتاج ہوتی ہے جیسے مَا، مَنْ.

ایک قسم وہ ہے جو جمع مونث سالم میں علامت تانیث کے ساتھ مستعمل ہے جیسے مسلمات، اور جمع مذکر سالم میں علامت تذکیر کے ساتھ مستعمل ہوتی ہے، جیسے مسلمون اور جمع مذکر میں واؤ کے ساتھ اور جمع مونث میں نون کے ساتھ آتی ہے۔ جیسے فَعَلُوْا اور فَعَلْنَ ہے کیا یہ دونوں مذکر اور مونث کی صنفوں کو شامل ہیں یا صرف اس کے ساتھ خاص ہے جس پر علامت

[1] المسودة: ص ۱۰۳.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

دلالت کرے، جمہور تو اختصاص کے قائل ہیں جو مذکر کے لیے ہے اس میں مونث بغیر دلیل کے نہیں ہو سکتی جیسا کہ مونث والے تذکرے میں مذکر صرف دلیل
کے سبب داخل ہو سکتے ہیں کیونکہ اسماء کو ذوات پر دلالت کے لیے بنایا گیا ہے، اس وضع سے ہر ایک نوع کی دوسری نوع سے تمییز حاصل ہوگی، لیکن کبھی قرائن اس بات کی دلالت کرتے ہیں کہ مونث بھی جمع مذکر کے تحت داخل ہے جیسا کہ شریعت کے عموم میں سب شامل ہوتے ہیں، کبھی بغیر قرینہ کے ہی تغلیب کے انداز میں مونث مذکر کے ساتھ شامل ہوتی ہے۔ جیسا کہ اس فرمان میں ہے ﴿قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا﴾ (البقرة: ۳۸) ''ہم نے کہا: اس سے تم سب اتر جاؤ۔'' بعض کہتے ہیں کہ وضع کے اعتبار سے جمع مذکر، مونث کو بھی شامل ہوتا ہے۔

جبکہ جمہور کا قول راجح ہے جس کی طرف رجوع مناسب ہے۔ [1]

۲۸۱۔ سب سے قلیل جمع:

اس بارے میں علماء کا اختلاف ہے کہ کم سے کم جمع میں دو آتے ہیں یا تین؟ جمہور کہتے ہیں کہ دو کم سے کم جمع ہے اس بنیاد پر تثنیہ پر جمع کا اطلاق بطور حقیقت ہوا نہ کہ بطور مجاز، جبکہ بعض کے قول کے مطابق سب سے قلیل جمع تین ہے، تب تثنیہ پر اس کا اطلاق مجازی طور پر ہوگا، ہر ایک فریق دلائل کے مجموعے کا محتاج ہے، جبکہ جمہور کا قول راجح ہے۔ [2]

۲۸۲۔ نبی کریم ﷺ کا امت کے خطاب میں شمول:

کیا رسول اللہ ﷺ امت کے لیے آنے والے قرآنی خطابات میں داخل ہیں یا نہیں جیسا کہ اس فرمان میں: یایها الذین امنوا، یایها الناس اور یا عبادی. جمہور کہتے ہیں کہ ان کے لیے بھی ضروری ہیں جبکہ بعض دیگر اس کی نفی کرتے ہیں۔

جمہور کا قول راجح ہے کیونکہ یہ صیغے تمام انسانوں اور تمام مومنین کے لیے ہیں، آپ ﷺ تمام انسانوں اور خاص کر مومنین کے آقا ہیں، آپ بھی اس زمرے میں شامل ہیں ہاں کسی دلیل کی وجہ سے اس سے خارج ہو سکتے ہیں۔ [3]

---

1. المسودة: ص ۴۹۔ الآمدی: ۲/ ۳۸۶۔ ۳۹۲، ارشاد الفحول: ص ۱۱۲.
2. فریقین کے دلائل آمدی کی کتاب الاحکام: ۲/ ۳۲۴۔ ۳۳۵ میں دیکھیے.
3. الآمدی: ۲/ ۳۹۷۔ ۳۹۹.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۸۳۔ عام کی تخصیص: ❶

ہم کہتے ہیں کہ عام اپنے مفہوم کے تمام افراد کو شامل ہوتا ہے اور عام سے متعلق حکم اس کے تمام افراد پر ثابت ہوتا ہے لیکن کبھی کوئی دلیل یہ بتلاتی ہے کہ ابتداءً شارع کی مراد عموم سے عموم نہیں ہوتی، یعنی وہ عموم کے تمام افراد کو شامل نہیں ہوتا بلکہ اس کا مطلب بعض افراد کی ابتداء ہوتی ہے اس کا حکم ان بعض کے لیے ثابت ہوگا۔ عام کی مخصص کا یہی مفہوم ہے، تب مخصص کا مطلب یہ ہوا کہ عام کو بعض مسمیات کے ساتھ مقصور کرنا اور جو چیز اس بات پر دلالت کرے اسے مخصص کہتے ہیں۔ بعض لوگوں نے جیسا کہ احناف ہیں انہوں نے مخصص کے لیے یہ مشروط کیا ہے کہ وہ عام کے ساتھ ہی ہو، اور اس کلام سے مستقل الگ ہو جس بارے میں وہ وارد ہے اگر وہ اس عام کے ساتھ ہی نہ آئے گی تو وہ مخصص نہیں بلکہ ناسخ ہوگی، اسی طرح اگر وہ اس عام سے الگ نہ ہو جیسے استثناء ہوتا ہے تو تب بھی اسے مخصص نہیں کہا جائے گا بلکہ یہ تو عموم کو اس کے عموم سے پھیرنا ہے اور اسے بعض افراد پر قصر کرنا ہے تو قصر کہلاتا ہے، یہی دلیل قصر ہے۔

لیکن جمہور نے مخصص کے بارے میں حنفیہ والی شرط نہیں لگائی ہے، بلکہ ان کے نزدیک مستقل یا غیر مستقل دلیل، دلیل تخصیص ہوسکتی ہے، خواہ وہ عام کے ساتھ آئے یا نہ آئے، لیکن شرط یہ ہے کہ وہ اس پر عمل کے وقت سے مؤخر نہ ہو، ورنہ وہ ناسخ ہوگی مخصص نہیں۔ ❷

ذیل میں ہم تخصیص کے دلائل ذکر کر رہے ہیں جیسا کہ جمہور کا مذہب ہے۔

۲۸۴۔ دلیل تخصیص: ❸

عام کی تخصیص کے دلائل دو انواع پر ہیں، متصل اور منفصل۔

---

❶ كشف الاسرار: ۱/ ۳۰۶۔ شرح مسلم الثبوت: ۱/ ۳۰۔ المحلاوی: ص ۷۲۔ الآمدی: ۲/ ۴۰۷ ومابعدها. ❷ نسخ اور تخصیص کے فرق سے یہ بھی ہے کہ نسخ تو ثبوت حکم کے بعد اسے ختم کرنا ہے جبکہ تخصیص کا مطلب یہ ہے کہ عام لفظ کے مقصد کو بیان کرنا اور تخصیص صرف بعض افراد کیلئے ہوئی جبکہ نسخ تو تمام افراد کیلئے ہوتا ہے۔ ارشاد الفحول: ۱۲۵.

❸ الموافقات للشاطبی: ۳/ ۱۸۱ ومابعدها۔ تیسیر التحریر: ۱/ ۲۷۵ ومابعدها۔ البیضاوی ۵۴ ومابعدها۔ آلامدی: ۲/ ۴۱۶ ومابعدها۔ شرح مسلم الثبوت: ۱/ ۳۰ ومابعدها۔ المحلاوی: ۷۲۔ التوضیح: ۱/ ۴۲۔ سلم الوصول لعلم الاصول: ۱۹۱.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متصل: جو اس سے الگ نہ ہو، بلکہ عام کے ساتھ ہی مذکور ہو، اس کے معنی اسی لفظ سے متعلق ہوں جو اس سے قبل ہے اور یہ اسی کلام کا حصہ ہو جو عام کے لفظ پر مشتمل ہو۔

اور منفصل: جو الگ ہو، عام کے لفظ پر مشتمل کلام کا حصہ نہ ہو۔

۲۸۵۔ وہ مخصص جو مستقل ہو یعنی منفصل ہو:

اس کی چار اقسام ہیں پہلا جو کلام تو منفصل ہو لیکن عام کے ساتھ آئے، دوسرا جو کلام منفصل ہو اور عام سے الگ ہو کر آئے، تیسرا عقل۔ چوتھا عرف۔

پہلا: جو منفصل ہو لیکن عام کے ساتھ آئے۔

مستقل کا مطلب یہ ہے کہ وہ بنفسہ تام ہو اور متصل بالعام کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس کے فوراً بعد مذکور ہو، اس کی مثال یہ فرمان ربانی ہے:

﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾ (البقرة: ۱۸۵)

''تو جو کوئی ماہ میں موجود ہو وہ اس کا روزہ رکھے۔''

اس میں وارد ہونے والا عموم ہر اس شخص کو شامل ہے جو روزوں کے مہینے میں حاضر ہو، اس پر اس ماہ کے روزے فرض ہیں، لیکن یہ عموم بیمار اور مسافر کے لیے خاص ہے اس کی دلیل وہ کلام ہے، جو متصل مگر مستقل ہے، اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان:

﴿وَمَن كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ﴾ (البقرة:۱۸۵)

''اور جو مریض ہو یا سفر پر ہو تو دوسرے دنوں میں گنتی کو پورا کرنا ہے۔''

لہٰذا مریض اور مسافر اس نص کے عموم میں شامل نہیں جو روزوں کے مہینوں میں حاضر ہونے والے پر روزوں کی فرضیت کا فیصلہ سناتی ہے۔

دوسرا: کلام مستقل جو اس سے الگ ہو۔

یہ وہ کلام ہے جو بنفسہ تام ہو لیکن اس دلیل کے ساتھ موصول نہیں ہوتا جس میں عام کا لفظ وارد ہوا ہے: اس کی مثال یہ فرمان ہے:

﴿وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ﴾ (البقرة: ۲۲۸)

''اور طلاق والیاں اپنے بارے میں تین قروء انتظار کریں گی۔''

یہاں لفظ مطلقات عام ہے جو مطلقہ کو شامل ہے خواہ وہ مدخول بھا ہو یا نہ ہو۔ اس پر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذکور قروء والی عدت واجب ہے لیکن یہ عموم ان مطلقات کے ساتھ خاص ہے جو مدخول بھا ہیں کیونکہ نص مدخول بھن کی طرف پھیر رہی ہے، اس فرمان میں جو کہ اس کا مخصص ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا﴾ (الاحزاب: ٤٩)

"اے ایمان والو! جب تم مومنات سے نکاح کرو پھر تم انہیں چھونے سے پہلے طلاق دو تو تمہارے لیے ان پر کوئی عدت نہیں ہے جسے تم شمار کرتے ہو۔"

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ﴾ (المآئدة: ٣)

"تم پر مردار حرام کیا گیا ہے۔"

یہ ہر میتة کو عام ہے، اس کا حکم حرمت ہی ہوگا، یہ سمندری میتة کے علاوہ میتة سے خاص ہوگا کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: هُوَ الطَّهُوْرُ مَاءُهُ اَلْحِلُّ مَيْتَتُهُ. (بلوغ المرام)

"اس کا پانی پاک ہے اس کا مردار حلال ہے۔"

اس کی مثال وہ بھی ہے جو قذف اور اس کی سزا کے بارے میں ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا وَّاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝﴾ (النور: ٤-٥)

"اور وہ لوگ جو پاک دامن عورتوں پر تہمت لگائیں، پھر چار گواہ نہ لائیں تو انھیں اسی (٨٠) کوڑے مارو اور ان کی کوئی گواہی کبھی قبول نہ کرو اور وہی نافرمان لوگ ہیں۔ مگر جو لوگ اس کے بعد توبہ کریں اور اصلاح کر لیں تو یقیناً اللہ بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے۔"

اس نص سے قاذفین کا عموم مستفاد ہے کیونکہ الذین کا لفظ عموم ہے، اس میں قاذف شوہر وغیرہ شامل ہیں، جس طرح کہ محصنات کے لفظ کا عموم زوجات القاذفین اور دیگر عورتوں کو شامل ہے۔ اس طرح ضروری ہے کہ ہر قاذف کو حد لگائی جائے خواہ وہ شوہر ہو یا دیگر، لیکن جو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عموم اس دلیل سے مستفاد ہے وہ غیر ازواج کو خاص کرتا ہے، فرمان الٰہی کی اس دلیل سے:

﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُن لَّهُمْ شُهَدَاءُ إِلَّا أَنفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ أَحَدِهِمْ أَرْبَعُ شَهَادَاتٍ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ ○ وَالْخَامِسَةُ أَنَّ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَيْهِ إِن كَانَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ○ وَيَدْرَأُ عَنْهَا الْعَذَابَ أَن تَشْهَدَ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ ○ وَالْخَامِسَةَ أَنَّ غَضَبَ اللَّهِ عَلَيْهَا إِن كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ ○﴾ (النور: ٦ ـ ٩)

اور جو لوگ اپنی بیویوں پر تہمت لگائیں اور ان کے پاس کوئی گواہ نہ ہوں مگر وہ خود ہی تو ان میں سے ہر ایک کی شہادت اللہ کی قسم کے ساتھ چار شہادتیں ہیں کہ بلاشبہ یقیناً وہ سچوں سے ہے۔ اور پانچویں یہ کہ بے شک اس پر اللہ کی لعنت ہو، اگر وہ جھوٹوں سے ہو۔ اور اس (عورت) سے سزا کو یہ بات ہٹائے گی کہ وہ اللہ کی قسم کے ساتھ چار شہادتیں دے کہ بلاشبہ یقیناً وہ (مرد) جھوٹوں سے ہے۔ اور پانچویں یہ کہ بے شک اس (عورت) پر اللہ کا غضب ہو، اگر وہ (مرد) سچوں سے ہو۔''

اس دلیل نے پہلی دلیل کے عموم کو خاص کر دیا اور اس کو ان قاذفین کے ساتھ مقصور کر دیا ہے جو شوہروں کے علاوہ ہوں، اور شوہر جب قاذف ہوگا تو اس پر وہ حکم آئے گا جو مخصص میں مذکور ہے اور جمہور کی رائے کے مطابق ہے کیونکہ وہ مخصص کے بارے میں عام کے متصل ہونے کی شرط نہیں لگاتے، لیکن احناف اسے مخصص نہیں بلکہ جزئی طور پر ناسخ مانتے ہیں دوسری دلیل نے عام کے اس حکم کو منسوخ کر دیا جو قاذف شوہروں سے متعلق ہے۔ اس نے قاذف شوہروں سے حکم کو باطل کر دیا اور انہیں دیگر قاذفین سے خاص کر دیا۔

تیسری، عقل: ❶

اس کے بارے میں درست ہے کہ وہ تمام تکلیفات شرعیہ میں تمام دلائل کی تخصیص کی دلیل بن سکتی ہے۔ جو ان تمام پر مقصور تھی جو مکلّف ہیں وہ نہیں جو مکلّف نہ ہوں جیسے بچے، دیوانے اور شرع نے بھی عقل کی دلیل کو تائید دی ہے اس نے بھی تکلیف احکام کا تعلق عقل کے ساتھ بلوغت کو بتلایا ہے۔

❶ المسودة: ١١٨ ـ الآمدي: ٢/ ٤٥٩، ٤٦٥.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عقل سے تخصیص کی مثال یہ ہے: اَقِيْمُوا الصَّلَاةَ، ''نماز قائم کرو'' كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ. ''تم پر روزہ فرض کیا گیا ہے۔'' اور اس طرح کے عام دلائل جو تکلیفات شرعیہ کے دلائل ہیں، وہ تمام ان لوگوں سے خاص ہیں جو چھوٹے بچے اور دیوانے نہ ہوں۔ اس کی مخصص عقل ہے۔ اور شرع عقلی باتوں پر ہی دلالت کرتی ہے۔ اسی طرح وہ عام دلائل جو تکلیفات پر مشتمل نہیں ہیں لیکن عقل ان کی تخصیص کا تقاضا کرتی ہے اس کی مثال یہ فرمان ہے: اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ (الزمر: ٦٢) ''اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق ہے۔'' یہ اللہ جل جلالہٗ کے علاوہ تمام کے ساتھ خاص ہے، کیونکہ وہ باقی رہنے والا ہے وہ مخلوق نہیں ہے۔

اسی طرح فرمایا: ﴿وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔'' یہ اللہ تعالیٰ کی اپنی ذات کی تخلیق کی قدرت کو شامل نہیں، وجہ ابھی بیان ہوئی ہے۔

چوتھی، عُرف: (1)

یہ عام کے لفظ کا مخصص ہو سکتا ہے، یہ مالکیہ کا مذہب ہے۔ قرافی فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک عادات عموم کی مخصص ہو سکتی ہیں، عرف عام کے ساتھ تخصیص عام کی مثالوں میں سے یہ قول ہے، فرمایا:

﴿وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ﴾ (البقرة: ٢٣٣)

''اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں، اس کے لیے جو چاہے کہ دودھ کی مدت پوری کرے۔''

یہ ان کے علاوہ وَالْوَالِدٰتُ کے ساتھ خاص ہے جن کی عادت بچوں کو دودھ پلانا نہ ہو۔

اسی کی مثال ہے اس حدیث میں لفظ ''طعام'' بھی جہاں فرمایا: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الطَّعَامِ بِجِنْسِهٖ مُتَفَاضِلًا. ''رسول اللہ ﷺ نے کھانے کو اسی کی جنس کے ساتھ بڑھا کر بیچنے سے منع فرمایا۔'' اس سے وہ کھانا مراد ہے جو رسول اللہ ﷺ کے دور میں طعام معروف تھا، جس طرح کہ بہت سارے علماء کا یہی مذہب ہے۔

اسی طرح اس کی مثال وہ ہوا ہے جس نے بعض ظالم قوموں کو تباہ و برباد کر دیا فرمایا:

---

(1) المسودة: ١٢٣، ١٣٤۔ الفروق للقرافي: ١/ ١٨٧.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍ بِأَمْرِ رَبِّهَا. (الاحقاف: ٢٥) ''وہ ہر چیز کو اپنے رب کے حکم سے تباہ کر رہی تھی۔'' یعنی وہ ہر اس چیز کو ہلاک کر گئی کہ جس طرح کی چیزیں عرف میں اس طرح کی ہوا وغیرہ سے ہلاک ہو جاتی ہیں، اس کی دلیل وہ فرمان ربانی ہے جو اس عبارت کے بعد مذکور ہے یعنی اس میں فَأَصْبَحُوا لَا يُرَى إِلَّا مَسَاكِنُهُمْ. ❶ ''پس وہ ہو گئے صرف ان کے مسکن دیکھے جاتے تھے۔''

اسی طرح وہ فرمان جو اللہ کریم نے ملکہ سبا کی طرف سے خبر دی، فرمایا: وَأُوتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ (النحل: ٢٣) ''وہ ہر چیز دی گئی تھی۔'' یعنی اسے وہ تمام چیزیں دی گئیں جو اس طرح کے حاکموں اور بادشاہوں کو ملتی تھیں۔ ❷

عرف کے ساتھ تخصیص کی مثال یہ ہے کہ کسی شخص نے اپنے جانوروں کے بارے میں وصیت کی ہے اس شہر میں دواب کا لفظ صرف گھوڑوں پر بولا جاتا ہے تو اس کی وصیت صرف گھوڑوں کے ساتھ مخصوص سمجھی جائے گی، گائے بکریاں اس میں شامل نہ ہوں گی۔

۲۸۶۔ مخصص متصل یعنی غیر مستقل: ❸

جیسا کہ ہم کہہ آئے ہیں کہ یہ عبارت النص کا جزء ہوتا ہے جس پر عام لفظ مشتمل ہے، اس صورت میں وہ فی نفسہ مکمل کلام نہ ہوا اس کی کئی اقسام ہیں۔

پہلی قسم الاستثناء:

اس سے مراد وہ لفظ ہے جو جملہ سے متصل ہے اور اس لفظ کی مستقل صورت نہیں ہوتی بلکہ وہ الا وغیرہ کے لفظوں سے یہ بتاتا ہے کہ اس کا مفہوم متصل بہ عبارت سے مراد نہیں ہے نہ وہ شرط ہوتا ہے نہ صفت اور نہ ہی غایت بن سکتا ہے۔

استثناء کے صیغوں میں سے مشہور الا ہے اور غیر، عدا، ماعدا، ماخلا، لیس

---

❶ الموافقات، للشاطبی: ۳/ ۱۷۲.

❶ اس اور اس سے قبل والی مثال میں بعض نے (دلیل الحس) کو دلیل بتلایا ہے یعنی حس اس بات کی شہادت دیتی ہے کہ عام اس مقام پر بعض افراد کے ساتھ خاص ہے، دیکھئے: ارشاد الفحول: ص ۱۲۸.

❷ الآمدی: ۲/ ٤١٦ ومابعدھا۔ لطائف الاشارات: ص ۳۰۔۳۱، ارشاد الفحول: ص ۱۲۹۔۱۳۵.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وغیرہ بھی کلمات استثناء ہیں استثناء کے درست ہونے کیلئے یہ شرط ہے کہ وہ مستثنیٰ منہ کے متصل ہو۔ ان میں کوئی خلل انداز ہونے والا فاصل نہ ہو یا پھر متصل ہی کے حکم میں ہو، ایک قول یہ بھی ہے کہ استثناء منفصل میں اگرچہ ایک ماہ جیسے بعد کا فاصلہ ہو بھی درست ہے، لیکن یہ مرجوح قول ہے، راجح قول وہ ہے جو ہم اس سے پہلے ذکر کر چکے ہیں، جمہور فقہاء کا مسلک بھی یہی ہے۔

اس کی مثال اللہ کریم کا یہ فرمان ہے:

﴿مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَ قَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِيْمَانِ﴾ (النحل: ١٠٦)

جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرے اپنے ایمان کے بعد، سوائے اس کے جسے مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو۔"

یہاں مَنْ كَفَرَ کا استثناء جو کہ عام لفظ ہے صرف اس شخص کے ساتھ مقصور ہے جو اپنی رضا و رغبت سے کفر کرے، رہا وہ شخص جس سے زبردستی کفر کروایا جائے تو وہ کافر نہ ہوگا۔

نیز یہ بھی اس کی مثال ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ○ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ○ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ وَّكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ○﴾ (الفرقان: ٦٨ـ٧٠)

"اور وہ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اور نہ اس جان کو قتل کرتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے مگر حق کے ساتھ اور نہ زنا کرتے ہیں اور جو یہ کرے گا وہ سخت گناہ کو ملے گا۔ اس کے لیے قیامت کے دن عذاب دگنا کیا جائے گا اور وہ ہمیشہ اس میں ذلیل کیا ہوا رہے گا۔ مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لے آیا اور عمل کیا، نیک عمل تو یہ لوگ ہیں جن کی برائیاں اللہ تعالیٰ نیکیوں میں بدل دے گا اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے۔"

یہاں گناہ صرف اس کو لاحق ہوگا جس نے یہ برے کام کیے لیکن توبہ، ایمان اور عمل صالح

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بجا نہ لایا۔

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ جب عطف والے جملوں کے بعد استثناء آئے تو جب تک دلیل خاص نہ کرے وہ تمام جملوں سے استثناء ہوگا۔ لیکن بعض کا مذہب یہ ہے کہ استثناء کا تعلق آخر الذکر جملے سے ہوگا الا یہ کہ تعمیم پر کوئی دلیل قائم ہو جیسا کہ اس کی دلیل یہ فرمان ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوْا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمَانِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا وَّاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ٥ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا﴾ (النور: ٤-٥)

''اور وہ لوگ جو پاک دامن عورتوں پر تہمت لگائیں، پھر چار گواہ نہ لائیں تو انھیں اسی (٨٠) کوڑے مارو اور ان کی کوئی گواہی کبھی قبول نہ کرو اور وہی نافرمان لوگ ہیں۔ مگر جو لوگ اس کے بعد توبہ کریں۔''

یہاں استثناء فاسقین کی طرف راجح ہے نہ کہ آخری جملے کی طرف لوٹانے والے کے قول کے مطابق جلد کی طرف، اسی طرح جن علماء کا موقف ہے کہ تمام جملوں کی طرف ہوتا ہے، ان کے قول کے مطابق بھی استثناء فاسقین کی طرف ہے، ان کی دلیل یہ ہے کہ اس آیت میں استثناء آخری جملے سے خاص ہے۔ اسی کی مثل وہ فرمان الٰہی بھی ہے جو قتل خطا کے بارے میں ہے فرمایا:

﴿فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّ دِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا﴾ (النسآء: ٩٢)

''ایک مومن گردن آزاد کرنا اور دیت دینا ہے، جو اس کے گھر والوں کے حوالے کی گئی ہو، مگر یہ کہ وہ صدقہ (کرتے ہوئے معاف) کر دیں۔''

یہاں استثناء کا تعلق دیت سے ہے نہ کہ غلام آزاد کرنے سے کیونکہ آخری جملہ تو دیت کی ادائیگی ہے یا اس لیے کہ دلیل یہ بتلا رہی ہے کہ استثناء صرف دیت کے ساتھ خاص ہے یہ ان لوگوں کی رائے کے مطابق ہے جو کہتے ہیں کہ استثناء کا تعلق تمام عطف والے جملوں سے ہے۔

دوسری قسم، صفت:

یہاں مقصود بقول امام شوکانی رحمہ اللہ معنوی صفت ہے نہ کہ وہ صفت جس کا ذکر علم نحو میں ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَ بَنٰتُكُمْ وَ اَخَوٰتُكُمْ وَ عَمّٰتُكُمْ وَ خٰلٰتُكُمْ وَ بَنٰتُ الْاَخِ وَ بَنٰتُ الْاُخْتِ وَ اُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْۤ اَرْضَعْنَكُمْ وَ اَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَ اُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ وَ رَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ﴾ (النسآء: ۲۳)

حرام کی گئیں تم پر تمھاری مائیں اور تمھاری بیٹیاں اور تمھاری بہنیں اور تمھاری پھوپھیاں اور تمھاری خالائیں اور بھتیجیاں اور بھانجیاں اور تمھاری وہ مائیں جنھوں نے تمھیں دودھ پلایا ہو اور تمھاری دودھ شریک بہنیں اور تمھاری بیویوں کی مائیں اور تمھاری پالی ہوئی لڑکیاں، جو تمھاری گود میں تمھاری ان عورتوں سے ہیں جن سے تم صحبت کر چکے ہو۔"

ربائب کی حرمت ان بیویوں سے خاص ہے جو مدخول بہا ہیں جب صفت کئی جملوں کے بعد ہوگی اس میں بھی صفت کے آخری جملے یا سب جملوں کی طرف رجوع کی بحث ہوگی، جس طرح کہ ابھی ابھی استثناء کے سلسلے میں کلام واقع ہوا ہے۔

تیسری قسم، شرط:

بقول امام غزالی رحمہ اللہ شرط وہ چیز ہے جس کے بغیر مشروط کا وجود نہ رہے لیکن شرط کے وجود سے یہ لازم نہیں ہے کہ مشروط بھی موجود ہو، اس کے بہت سے صیغے ہیں، جیسے ان، اذا، من، مهما، حيثما، اينما ہیں۔ جیسے فرمان الٰہی ہے: فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّآ اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ (البقرة: ۲۳۳) یہاں جناح کی نفی مذکورہ شرط کے ساتھ مشروط ہے کیونکہ یہ سیاق نفی میں نکرہ ہے، یعنی جناح کی نفی اس حالت کے ساتھ مقصور ہے اس کی مثال یہ فرمان ہے:

﴿وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ فَاِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ﴾ (النسآء: ۱۲)

اور تمہارے لیے اس کا نصف ہے جو تمھاری بیویاں چھوڑ جائیں، اگر ان کی کوئی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اولاد نہ ہو، پھر اگر ان کی کوئی اولاد ہو تو تمھارے لیے اس میں سے چوتھا حصہ ہے، جو انھوں نے چھوڑا، اس وصیت کے بعد جو وہ کر جائیں، یا قرض (کے بعد)۔ اور ان کے لیے اس میں سے چوتھا حصہ ہے جو تم چھوڑ جاؤ، اگر تمھاری کوئی اولاد نہ ہو، پھر اگر تمہاری کوئی اولاد ہو۔"

نصف اور ربع کی وراثت ایسے وارث کے ساتھ مقصور ہے جبکہ میت کی اولاد نہ ہو۔

چوتھی قسم، غایت:

اس سے مراد چیز کی وہ انتہا ہے جو ماقبل کے حکم کے ثبوت اور مابعد کی نفی کا تقاضا کرے اس کے صیغے الیٰ اور حتیٰ ہیں اور یہ بھی ضروری ہے کہ مابعد کا حکم ماقبل کے مخالف ہو، اسی طرح یہ بھی لازم ہے کہ وہ ایک یا کئی جملوں کے بعد ہو۔ اگر وہ ایک جملے کے بعد ہوگا تو یہ اس کی دلیل ہے کہ غایت کا مابعد لفظ کے عموم سے خارج ہے اور ماقبل حکم کے ساتھ خاص ہے، اس کی مثال یہ مقولہ ہے اَنْفِقْ عَلٰی طُلَّابِ الْکُلِّیَّةِ اِلٰی اَنْ یَّتَخَرَّجُوْا، "کالج کے طلباء پر خرچ کر حتیٰ کہ وہ فارغ ہو جائیں۔" اگر غایت متعدد ہوں اور ایک ہی جملے کے بعد ہو تو یہ دیکھنا ہوگا کہ آیا غایت جمع پر ہے یعنی وہ واو العطف سے وارد ہوا ہے تو حکم ماقبل کے ساتھ خاص ہوگا اور اگر وہ بدل کے ساتھ واقع ہوا ہے تو یعنی تخییر کے حرف سے وارد ہوا ہے تو دو غایتوں میں سے کسی ایک کے ماقبل سے مخصوص ہوگا جیسے اس مثال میں ہے:

اَنْفِقْ عَلٰی طُلَّابِ الْکُلِّیَّةِ اِلٰی اَنْ یَّتَخَرَّجُوْا، وَیُسَافِرُوْا اِلٰی بِلَادِهِمْ.

"کالج کے طلباء پر خرچ کر حتیٰ کہ وہ فارغ ہو جائیں اور اپنے علاقوں کو سفر کر جائیں۔"

اس صورت میں حکم طلبہ کی فراغت اور سفر کے ساتھ مختص ہوگا اور ان پر خرچ کرنے کے لیے ان کا فارغ التحصیل ہونا کافی نہیں بلکہ سفر کرنا ضروری ہوگا، یہ اس قول کے خلاف ہے کہ اَنْفِقْ عَلٰی طُلَّابِ الْکُلِّیَّةِ اِلٰی اَنْ یَّتَخَرَّجُوْا، وَیُسَافِرُوْا اِلٰی بِلَادِهِمْ. اس میں طلبہ پر خرچ کا اختصار قبل الفراغ یا قبل سفر پر ہے، اب دو غایت میں سے ایک ثابت ہو جائے تو خرچ بھی ثابت ہو جائے گا۔ مزید یہ کہ علماء نے خود غایت کے بارے میں اختلاف کیا ہے کہ کیا وہ مغیا میں داخل ہے، بعض کہتے ہیں کہ وہ ماقبل میں داخل ہے جبکہ دیگر نے کہا ہے کہ داخل نہ ہے، اس کی مثال اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿إِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ﴾ (المآئدة: ٦) ''مومنو! جب تم نماز کیلئے اٹھو تو اپنے چہروں اور ہاتھوں کو کہنیوں تک دھولیا کرو۔'' کیا کُہنیاں دھونے کے حکم میں داخل ہیں یا نہیں؟ بعض کا قول ہے کہ کُہنیاں غسل کے حکم میں داخل ہیں اور بعض کا قول ہے کہ داخل نہیں ہیں لیکن احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ وہ اس میں داخل ہیں۔

۲۸۷۔ عام کی دلالت: ❶

عام وہ ہے جو استغراق کے انداز میں تمام افراد پر دلالت کرتا ہے، لیکن علماء کا اختلاف اس کے شمول کے بارے میں ہے کہ کیا یہ دلالت قطعی ہے یا ظنی؟ اس بارے میں علماء کے دو قول ہیں۔

بعض کا قول یہ ہے جن میں سے احناف ہیں کہ عام کی دلالت اپنے افراد پر قطعی ہے جبکہ اس میں تخصیص نہ ہو، لیکن جب تخصیص ہو جائے گی تو باقی افراد پر اس کی دلالت ظنی ہوگی قطعی نہ رہے گی۔

قطعی دلالت کا معنی جسے یہ علماء عام کے لیے ثابت کرتے ہیں یہ ہے کہ تخصیص کے احتمال کی نفی کرنا جو کہ دلیل کی وجہ سے پیدا ہو گیا تھا مطلقاً تخصیص کے احتمال کی نفی مراد نہیں، جب اس کی تخصیص پر دلیل نہ ہوگی تو اس کی عموم پر دلالت قطعی رہے گی۔

جمہور کا قول یہ ہے کہ تخصیص سے پہلے یا بعد اس کی دلالت تمام افراد پر ظنی ہوگی نہ کہ قطعی۔

۲۸۸۔ پہلے قول والوں کی دلیل یہ ہے کہ عام لفظ کی وضع ہی اس لیے کی گئی ہے کہ وہ تمام افراد کو شامل ہو جائے، عام کے لفظ کا معنی حقیقی یہی ہے مطلق طور پر اس کو اسی معنی پر محمول کیا جانا ضروری ہے، اس کو اس اصل سے پھیرنا صرف تب جائز ہوگا جبکہ یا تو تخصیص کی دلیل آ جائے، یا اسے بعض افراد پر قصر کرنے کی دلیل آ جائے، رہی یہ بات کہ بغیر دلیل تخصیص کے اس کا احتمال رکھنا، تو یہ بات قابل اعتبار نہ ہے نہ اس طرف توجہ کی جائے گی نہ اس طرف رجوع ہوگا۔ باقی یہ بات رہی کہ عام کی دلالت اس کے افراد کے شمول پر قطعی ہے بلا دلیل احتمال تخصیص موثر نہ ہوگی۔ کیونکہ یہ احتمال توہم کے قبیل سے ہے اور وہم اور توہم کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

---

❶ ارشاد الفحول: ص۱۱۷ ومابعدھا۔ اصول السرخسی: ۱/ ۱۳۲۔۱۳۴، فواتح الرحموت: ۱/ ۲۵٦ ومابعدھا۔ الموافقات للشاطبی: ۳/ ١٦٦ ومابعدھا۔ المحلاوی: ص ۷۰۔۷۱.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۸۹۔ دوسرے قول کے قائلین جو کہ جمہور ہیں کی دلیل یہ ہے کہ عام میں غالب تخصیص ہی ہے ان دلائل شرعیہ کے استقراء سے بھی یہی بات معلوم ہوتی ہے جن میں عام لفظ استعمال ہوئے ہیں، چند نادر مقامات کے علاوہ جہاں بھی عام ہے وہاں تخصیص ہے، حتیٰ کہ اہل علم میں یہ بات عام ہوگئی کہ کوئی بھی عام ایسا نہیں جس کے بعض افراد خاص نہ ہوں، جب تخصیص العام ہی غالب ہے تو اس کی تخصیص کا احتمال ہی قریب ہوا۔ اس میں وہم وتوہم کا کوئی دخل نہیں لہٰذا نتیجہ یہ ہوا کہ عام کی دلالت تمام افراد پر قطعی نہیں۔

۲۹۰۔ دلالت العام میں اختلاف کا نتیجہ: [1]

عام کی دلالت کی صلاحیت کے بارے میں کہ کیا وہ قطعی ہے یا ظنی اس بارے میں علماء کے اختلاف کا خلاصہ دو امور پر ہے۔

امر اول یہ ہے کہ:

قرآن کے عام کی خبر آحاد سے تخصیص جو ہے اس بات پر علماء کا اتفاق ہے کہ قرآن کا عام، اس کی تخصیص قرآن اور حدیث متواتر سے ہو سکتی ہے، لیکن قرآن کی تخصیص خبر واحد سے کرنے میں ان کا اختلاف ہے، حنفیہ کا مسلک یہ ہے کہ خبر آحاد ظنی الثبوت ہیں۔ ایک ظنی چیز قطعی چیز کی تخصیص کی صلاحیت نہیں رکھتی، ان کے نزدیک قرآن کے عام کو خبر واحد کے ساتھ تخصیص نہیں دی جا سکتی الا یہ کہ کوئی ایسا مخصص ہو جو قوت میں اس کے برابر ہو، یعنی خبر متواتر اور نص قرآن۔ کیونکہ تخصیص کے بعد وہ بھی ظنی الدلالۃ ہو جاتی ہے، لہٰذا اس کی تخصیص ظنی دلیل یعنی خبر واحد ہی کر سکتی ہے۔۔ نیز وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ تخصیص العام مراد کو بیان کرنے کے قبیل سے ہے، تو اس میں ضروری ہے کہ اس کی مبین قوت میں اس جیسی یا اس سے قوی ہو۔ غیر احناف یعنی جمہور علماء کا موقف یہ ہے کہ قرآن کے عام کی تخصیص خبر واحد سے ہو سکتی ہے گو کہ خبر واحد ظنی الثبوت ہے لیکن ظنی الدلالۃ ہے اس اعتبار سے دونوں برابر ہو گئے، لہٰذا عام القرآن کی تخصیص خبر آحاد سے کرنی جائز ہوئی، قرآن کے عمومات کی تخصیص خبر آحاد سے اس کی مثالیں درج ذیل ہیں۔

---

[1] المسودة: ۱۱۹، ۱۳٤ ـ الآمدی: ۲/ ٤۷۲ ومابعدها ـ فواتح الرحموت: ۱/ ۲٦٥ ـ اصول السرخسی: ۱/ ۱۳۳ ـ ۱٤۲ ـ التلویح علی التوضیح: ۱/ ٤۱ ـ اصول الفقه لاستاذنا ابوزهرة: ۱۷۱ ومابعدها.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا: حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ ''تم پر مردار حرام کیا گیا ہے۔'' اس فرمان نبوی سے مخصوص ہے، هُوَ الطَّهُورُ مَاءُهُ، الْحِلُّ مَيْتَتُهُ. ''اس کا پانی پاک ہے اس کا مردار حلال ہے۔'' اور دوسری حدیث لا يَتَوَارَثُ أَهْلُ مِلَّتَيْنِ شَتّٰى. ''دو مختلف ملتوں والے ایک دوسرے کے وارث نہیں بن سکتے۔'' نے میراث والی آیات میں وارث کے عموم کو خاص کر دیا، اسی طرح لا يَرِثُ الْقَاتِلُ نے بھی خاص کر دیا اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا (المآئدة: ۳۸) کو بھی اس فرمان نبوی ﷺ نے خاص کر دیا جہاں فرمایا: لا قَطْعَ فِي أَقَلِّ مِنْ رُبْعِ دِيْنَارٍ.

اور اس حدیث نے لا تُنْكَحُ الْمَرْءَةُ عَلٰى عَمَّتِهَا وَلَا عَلٰى خَالَتِهَا، اس عموم قرآن کو خاص کر دیا جو اس فرمان میں ہے: وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ (النسآء: ۲۴) خبر واحد کے ساتھ قرآن کی تخصیص کا وارد ہونا اور قابل حجت ہونا اس کی صحت پر دلالت کرتا ہے۔

احناف نے جمہور کی دلیل کا جواب یہ دیا ہے کہ قرآن کی تخصیص ان احادیث سے دو میں سے کسی ایک سبب کی وجہ سے ہوئی ہے۔ پہلا سبب یا تو یہ ہے کہ قرآن کے عام کی تخصیص دلیل قطعی سے کی گئی ہے، اب اس کے باقی افراد پر اس کی دلالت ظنی ہوگئی، باقی میں عموم کی تخصیص دلیل ظنی سے جائز ہوئی۔ جیسا کہ اس آیت میں وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ.... الاٰية اس میں مَا کا کلمہ عام ہے جو مشرکات اور غیر مشرکات کو عام ہے لیکن اس کی تخصیص وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ (البقرة: ۲۲۱) سے ہوگئی۔ لہٰذا اس تخصیص کے بعد یہ اس قابل ہوگئی کہ خبر واحد جیسی دلیل ظنی سے اس کی تخصیص ہو سکے جیسا کہ یہ کہا لا تُنْكَحُ الْمَرْءَةُ عَلٰى عَمَّتِهَا وَلَا عَلٰى خَالَتِهَا.

اور باقی احادیث جن سے حجت لی ہے، یہ مشہور مستفیض احادیث ہیں، اور قرآن کے عام کو مشہور احادیث سے خاص کرنا درست ہے۔

حق مذہب یہ ہے کہ خبر واحد کے ساتھ تخصیص القرآن واقع بھی ہوئی اور علماء نے اسے قابل حجت بھی سمجھا اور جو حنفیہ نے دفاع کیا کہ یہ مشہور احادیث ہیں یہ قابل تسلیم نہیں کیونکہ ان کی اس بات پر ان کے ہاں کوئی دلیل نہیں ہے گو بعض آحاد مشہور ہو ہی جائیں تو باقی بعض

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو خبر واحد ہی ہیں جیسا کہ محدثین نے واضح فرمایا ہے بہر حال اس بحث کو سمجھ لینے سے جمہور علماء اور حنفیہ کا دائرہ بحث تنگ ہو جائے گا کہ مشہور حدیث بھی خبر واحد کی انواع میں سے ہے لہٰذا حنفیہ کی رائے کے مطابق اس حدیث سے تخصیص القرآن جائز ہوئی۔

۲۹۱۔ دوسرا امر:

کہ خاص کے ساتھ عام کے حکم کا اختلاف کہ معین مسئلہ میں ایک اس چیز پر دلالت کرتا ہے جو دوسرے کے مدلول سے مخالف ہے، یعنی جن کا قول یہ ہے کہ اس کی دلالت قطعی ہے وہ اس میں تعارض ثابت کرتے ہیں کیونکہ قطعی الدلالۃ ہونے میں دونوں برابر ہیں، اس حال میں جب ان کے زمانے کا مل جانا معلوم ہو جائے تو خاص عام کا مخصص ہو جائے گا اور اگر وہ لیٹ ہو جائے تو وہ عام کا مخصص نہیں بلکہ اس کے بعض افراد کا ناسخ ہو جائے گا اور اگر ان کے زمانوں کا علم نہ ہو تو قواعد ترجیح کے مطابق راجح پر عمل کیا جائے گا، اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو دونوں نا قابل حجت اور ساقط الاعتبار ہو جائیں گے۔

دوسرے قول یعنی ظنی الدلالت کہنے والوں کے مطابق یعنی عام کی دلالت عموم پر ان کے نزدیک عام اور خاص میں تعارض ثابت نہیں کیونکہ خاص قطعی الدلالۃ جبکہ عام ظنی الدلالۃ ہے اور قطعی الدلالۃ ظنی الدلالۃ پر مقدم ہے۔ لہٰذا قطعی الدلالۃ پر عمل ہوگا، ظنی الدلالۃ پر نہیں یعنی ہر دو صورتوں میں عام خاص ہو سکتا ہے خواہ تاریخ سے واقفیت ہو سکے یا نہ ہو سکے یہ مذہب حنابلہ اور شافعیہ اور ان کے موافقین نے اختیار کیا۔

اسی قبیل سے وہ روایت ہے جو نبی کریم ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: مَا سَقَتْهُ السَّمَآءُ فَفِيهِ الْعُشْرُ . ''جو زمین آسمانی پانی (بارش) سے سیراب ہو اس میں عشر دسواں حصہ ہے۔'' اور رسول اللہ ﷺ کا فرمان لَيْسَ فِيمَا دُوْنَ خَمْسَةِ اَوْ سُقٍ صَدَقَةٌ . ''پانچ سے کم وسق میں صدقہ نہیں ہے۔'' دوسرا فرمان خاص ہے جس بارے میں یہ وارد ہوا ہے اس کے علاوہ کسی مقام کو شامل نہ ہوگا۔ یعنی پانچ وسق سے کم کو یہ فرمان شامل نہیں ہے۔

جمہور نے دوسرے قول کو لیا ہے کیونکہ یہ خاص ہے اور اس کی دلالت قطعی ہے، انہوں نے پہلے قول کو نہیں لیا کیونکہ اس کی دلالت ظنی ہے، وہ پانچ وسق سے کم غلے میں زکوٰۃ واجب نہیں کرتے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلے قول کے قائلین یعنی حنفیہ نے پہلی حدیث سے تمسک کیا ہے اگر چہ وہ عام ہے کیونکہ اس کی دلالت خاص کی طرح قطعی ہے اور دوسرے مذہب کے برخلاف وہ قلیل وکثیر میں زکوٰۃ واجب کرتی ہے۔

اس حیثیت سے کہ وجوب میں احتیاط ضروری ہے، دوسری کے بجائے پہلی حدیث کو اخذ کرنا زیادہ راجح ہے جیسا کہ دوسری کی نسبت پہلی حدیث زیادہ مشہور ہے۔ اور ضرورت مندوں کے لیے اس کو تمسک کرنے کا فائدہ بھی زیادہ ہے۔

۲۹۲۔ عام کی اقسام: ❶

عام کی تین اقسام ہیں۔

پہلی: عام جو عموم پر قطعی دلالت کرے، اس طرح کہ اس سے خاص مراد لینے کی نفی پر دلیل قائم ہو جائے، جس طرح اللہ کریم کا یہ فرمان ہے:

﴿وَ مَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا﴾ (هود: ٦)

''نہیں ہے کوئی رینگنے والا زمین میں مگر اللہ کے ذمے اس کا رزق ہے۔''

دوسری: عام جس سے قطعی طور پر خاص مراد ہو۔ کیونکہ اس پر دلیل قائم ہوتی ہے کہ اس عام سے اس کے بعض افراد مراد ہیں سارے نہیں، جس طرح فرمان الٰہی ہے:

﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا﴾ (ال عمران:۹۷)

''اور اللہ تعالیٰ کے لیے لوگوں پر بیت (اللہ) کا حج فرض ہے جو اس کی طرف راہ کی طاقت پائے۔''

اور یہ فرمان: ﴿وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ﴾ ''اور تم نماز قائم کرو۔''

اور یہ فرمان: ﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾ (البقرة: ١٨٥)

''تو جو کوئی ماہ میں حاضر ہو اسے اس کا روزہ رکھنا چاہیے۔''

ان مثالوں میں الناس، اقیموا کی ضمیر جمع اور مَنْ سب عموم کے الفاظ ہیں، لیکن اس سے بعض مکلفین مراد ہیں سارے نہیں، کیونکہ عقل کا تقاضا یہ ہے کہ اس سے وہ پاگل قسم کے لوگ خارج ہیں جن میں واجب کے مکلف بننے کی صلاحیت نہ ہو۔ جیسا کہ حدیث مبارکہ نے

---

❶ الرسالة للإمام الشافعي: ص٥٨ ومابعدها۔ وخلاف: ص٢١٧۔٢١٨.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی انہیں اس تکلیف سے خارج قرار دیا ہے، حدیث پاک میں آیا ہے:

رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثٍ عَنِ الصَّبِيِّ حَتّٰى يَحْتَلِمَ ، وَعَنِ الْمَجْنُوْنِ حَتّٰى يُفِيْقَ وَعَنِ النَّائِمِ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ .

''تین بندوں سے قلم اٹھایا گیا ہے بچے سے حتیٰ کہ وہ بالغ ہو جائے، مجنون سے حتیٰ کہ وہ ٹھیک ہو جائے اور سونے والے سے حتیٰ کہ وہ بیدار ہو جائے۔''

اسی کی مثال یہ فرمان بھی ہے جو جہنم کے بارے میں ہے:

﴿وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ﴾(التحریم:٦) ''اس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہیں۔''

الناس سے کچھ لوگ مراد ہیں سب مراد نہیں۔ اس فرمان کی دلیل سے ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰى أُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ﴾ (الانبیاء: ١٠١) ''جن لوگوں کے لیے ہماری طرف سے نیکی سبقت لے گئی ہے وہ اس سے دور کیے جائیں گے۔''

تیسری: عام جو مخصوص ہو، یہ وہ مطلق عام ہے جس کے ساتھ کوئی قرینہ شامل نہیں ہوتا اور ایسا قرینہ ہوتا ہے جو اس کے عموم کی دلیل بن سکے، جس طرح فرمان ہے:

﴿وَ الْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ﴾ (البقرة: ٢٢٨)

''اور طلاق والیاں اپنے بارے میں تین قروء (حیض) تک انتظار کریں گی۔''

۲۹۳۔قوانین وضعیہ میں عام اور اس کی تخصیص کی مثالیں:

اوّل عام کی مثالیں: عراقی شہری قانون کی شق نمبر سات کی درج ذیل نص ہے: ''جس نے اپنا کوئی حق ناجائز استعمال کیا اس پر تاوان لازم ہے۔'' اس میں من کا لفظ عام کا فائدہ دے رہا ہے، کیونکہ یہ اس کے الفاظ میں سے ہے۔

عراقی سزاؤں کے قانون نمبر ۲۵۳ کی نص ہے:

''جس نے جھوٹی گواہی دینے کے لیے مطالبہ کیا کچھ لیا، عطیہ قبول کیا، یا کوئی وعدہ کیا اسے سزا دی جائے گی۔ جس نے دیا یا وعدہ کیا یا اس میں بالواسطہ دخل دیا، مقرر سزاؤں کے لیے رشوت یا جھوٹی گواہی کا وعدہ لیا۔''

اس میں ''کل من'' کا لفظ عموم کا فائدہ دے رہا ہے، کیونکہ کُلْ کا لفظ اپنی جانب مضاف

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے عموم کا فائدہ دیتا ہے اسی طرح نص میں مَـــنْ کا لفظ عموم کا فائدہ دے رہا ہے کیونکہ یہ اس کے الفاظ میں سے ہے۔

عراقی سزاؤں کے قانون نمبر ۶۷ کی نص ہے: ''جب مخالفت میں کسی کے خلاف کام کرے اسے قانون کے مطابق سزا دی جائے گی۔'' اس میں مجرم کا لفظ عموم کا فائدہ دے رہا ہے، کیونکہ وہ مفرد ہے اور ال معرفہ کے ساتھ معرفہ ہے جو استغراق کا فائدہ دے رہا ہے۔

شخصی احوال کے عراقی قانون کی شق نمبر ۱۰ کی نص ہے: ''شادی کی تقریب کو خاص محکمہ میں بلا کسی فیس کے درج ذیل شرائط پر رجسٹرڈ کروایا جائے گا۔''

اس میں ''شادی کی تقریب'' کا لفظ عموم کا فائدہ دے رہا ہے کیونکہ معرفہ کی طرف مضاف عموم کا فائدہ دیتا ہے۔''

ثانی تخصیص عام کی مثالیں:

۱۔ شخصی احوال کے عراقی قانون نمبر ۵۸ کی نص درج ذیل ہے:

''ہر انسان کا خرچہ اس کے مال میں ہے، سوائے بیوی کے کہ اس کا خرچہ اس کے خاوند پر ہے۔''

یہاں استثناء خاص کرنے والا ہے کہ اس نے بیوی کے علاوہ ہر انسان کا خرچہ اس کے مال میں لازم کیا ہے۔ یعنی استثناء نے ہر انسان کا خرچہ اس کے مال میں محصور کر دیا ہے، یہ بیوی کے علاوہ کے لیے عام ہے کیونکہ اس کا خرچہ ہر حال میں خاوند پر لازم ہے گو وہ عورت خود بھی مالدار کیوں نہ ہو۔

۲۔ شخصی احوال کا عراقی قانون نمبر ۱۰ کہتا ہے:

''شادی کی تقریب کو خاص رجسٹر میں متعلقہ محکمہ میں بلا کسی فیس کے درج ذیل شرائط پر درج کیا جائے گا۔''

اس میں محکمہ کا لفظ عام ہے، لیکن اسے شادی کی تقریبات رجسٹر کرنے والے کے ساتھ خاص کر دیا گیا ہے یہاں ''مختصہ'' کا لفظ اسے خاص کرنے والا ہے۔

۳۔ عراقی ''شہری قانون کی شق نمبر ۲۷ کا پہلا فقرہ ہے:

''وہ تمام واجبات جو طے شدہ نہیں ہیں، ان پر وہ قانون لاگو ہوگا جس ملک میں وہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واقع ہوئے ہیں۔"

یہاں پر خاص کرنے والی صفت "جو طے شدہ نہیں ہیں" ہے نے "واجبات" کو خاص کر دیا ہے جو کہ لفظ عام ہے اس پر "غیر طے شدہ واجبات" کی صفت لگ گئی ہے، یعنی وقت عقد طے نہ ہوا تھا، تو اس پر اس ملک کا قانون لاگو ہوگا جس میں وہ واجبات واقع ہوئے تھے، اس پر قاضی کا قانون نہیں۔

۴۔ شہری خدمات کے عراقی قانون نمبر ۱۹ کے چوتھے فقرے میں ذیل کی نص ہے:

"ہر اچھا ملازم جو ٹریننگ کورس میں شرکت کرے جس کی مدت چھ ماہ سے کم نہ ہو، اسے وہ کامیابی سے مکمل کر لے، اسے ترقی کے لیے مزید چھ ماہ دیئے جائیں گے...... الخ"

اس قانون کا حکم اچھے ملازموں کے لیے ہوگا، جو اچھے نہیں ہیں ان کے لیے نہیں ہے۔ کیونکہ "اچھے" کے لفظ نے "ہر ملازم" کے عموم کو خاص کر دیا ہے، یعنی عام میں سے اچھے ملازمین مراد ہیں، لہٰذا یہ حکم دوسروں تک نہ جائے گا۔

۵۔ عراقی قانون کے مادہ نمبر ۳۱۱ کی درج ذیل نص ہے:

"راشی اور واسطہ بننے والے کو معاف کر دیا جائے گا جب وہ فیصلہ ساز اداروں یا محکموں کو اس جرم کی اطلاع دے دے یا محکمہ یعنی عدالت تک کیس پہنچنے سے پہلے وہ اس کا اعتراف کر لے۔"

اس شق کا حکم یعنی "راشی یا واسطہ بننے والے کو سزا سے معافی دینا" ہے وہ دونوں یعنی راشی اور واسطہ بننے والا عام کے الفاظ سے ہیں، جو ان لوگوں کے ساتھ خاص ہیں جو مذکور طریقے سے بات پہنچا دیں تو یہاں خاص کرنے والی شرط ہے۔

۲۹۴۔ اعتبار عام لفظ کا ہے خاص سبب کا نہیں:

اصولیوں اور فقہاء کی زبانوں پر یہ بات مشہور ہے کہ "اعتبار عموم لفظ کا ہوتا ہے خصوصِ سبب کا نہیں" اس عبارت سے ان کی مراد یہ ہوتی ہے کہ عام اپنے عموم پر باقی رہتا ہے گو کہ اس کا آنا کسی خاص سبب سے ہو یعنی کوئی سوال ہو یا معین واقعہ ہو۔ اعتبار نصوص اور ان سے نکلنے والے احکام کا ہوگا، ان اسباب کا اعتبار نہیں ہوگا جن کے سبب سے یہ نصوص آئی ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

جب نص عام کے لفظ میں آئے اس کے عموم پر عمل لازم ہوگا، اس میں اس سبب کو نہ دیکھا جائے گا جس کی وجہ سے یہ نص آئی ہے، اس کا سبب کوئی سوال ہو یا کوئی واقعہ پیش آیا ہو، کیونکہ نص کا عموم کے لفظ میں آنے سے مراد ہی یہ ہے کہ شارع نے اس کے حکم کو عام کرنا چاہا اس کے سبب سے خاص نہیں یہ حنابلہ، حنفیہ وغیرہ کا مذہب ہے۔

اس کی کئی مثالیں ہیں، جن میں سے:

اوّل: ایک شخص نبی ﷺ کے پاس آیا، اس نے کہا: ہم سمندر میں سواری کرتے ہیں ہم اپنے ساتھ تھوڑا سا پانی اٹھا لے جاتے ہیں، اگر ہم اس سے وضو کرلیں ہم پیاسے رہیں گے، تو کیا ہم سمندر کے پانی سے وضو کر سکتے ہیں؟ فرمایا: ''ہاں، اس کا پانی پاک ہے اور اس کا مردار حلال ہے۔'' آپ ﷺ کا یہ فرمانا کہ اس کا پانی پاک ہے یہ عام ہے حالت گنجائش کی ہو یا مجبوری کی۔ خاص سوال کا کوئی اعتبار نہیں ہے وہ تھا ساتھ اٹھائے ہوئے پانی سے وضو کرنے کی سائل کی ضرورت، نیز یہ حکم سائل کے لیے خاص نہیں ہے بلکہ سب کے لیے عام ہے۔

ثانی: نبی کریم ﷺ ایک مردہ بکری کے پاس سے گزرے، فرمایا: تم نے اس کا چمڑہ کیوں نہ اتارا کہ تم اسے رنگ کر اس سے نفع اٹھا لیتے۔ دوسری روایت میں ہے: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو بھی چمڑہ رنگا جائے تو وہ پاک ہو جاتا ہے۔ تو نبی کریم ﷺ کا فرمان عام آیا ہے، اس مری ہوئی بکری کے لیے خاص نہیں آیا جو آپ ﷺ نے دیکھی تھی، نہ مردار بکری کا چمڑہ دوسروں کے علاوہ ہے، یہ رنگنے کے اعتبار سے ہر چمڑے کو شامل ہے۔

ثالث: حدیث میں ہے کہ سیدنا سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی بیوی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اس نے آپ ﷺ سے کہا: یہ دو سعد بن ربیع کی بیٹیاں ہیں، ان کا باپ آپ ﷺ کے ہمراہ احد میں شہید ہوگیا ہے، ان کے چچا نے ان کا مال لے لیا ہے، نبی کریم ﷺ نے لڑکیوں کے چچا سے فرمایا: دونوں لڑکیوں کو دو تہائی دے دو، بیوی کو آٹھواں حصہ دو، جو بچ گیا وہ تمہارا ہے۔ تو نبی کریم ﷺ کا یہ حکم اس واقعہ میں اس واقعہ کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ سب لوگوں کے لیے عام ہے جن کا بھی ایسا واقعہ ہو اس میں اس بات کا بھی اعتبار نہیں کہ لڑکیوں کا باپ فی سبیل اللہ شہید ہوگیا تھا اور نہ اس بات کا کہ ان کے پاس مال نہیں تھا۔

رابع: آیت لعان کو معین واقعہ کے سبب نازل ہوئی تھی، وہ ہلال بن امیہ کا اپنی بیوی پر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

الزام لگانا تھا، لیکن یہ عام ہے ان خاوندوں کے لیے جو اپنی بیویوں پر تہمت لگاتے ہیں۔

لہٰذا ہر عام جو خاص سبب یعنی سوال یا واقعہ کے سبب سے آئے اس کے عموم پر عمل کیا جائے گا، اس کے خاص سبب کا کوئی اعتبار نہ ہوگا، کیونکہ امام شافعی رحمہ اللہ کا بھی قول ہے: سبب کچھ نہیں کرتا صرف الفاظ ہی کرتے ہیں، مسلمانوں کے فقہاء نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں اور اس کے ساتھ ملے زمانوں میں ایسے ہی کرتے تھے جس پر انکار نہ کیا جاتا تھا تو یہ اجماع ہوگیا۔

قابل ذکر بات یہ ہے کہ قرآن وسنت کے اکثر عمومات لوگوں کے پیش کردہ مسائل کے سبب سے ہی آئے ہیں یا واقعات پیش آنے کی وجہ سے۔ لیکن اس کے باوجود فقہاء نے بغیر کسی انکار کے ان پر عمل کیا ہے جیسا کہ ہم نے کہا ہے۔

اسی طرح ہی قوانین وضعیہ میں بھی کہا جائے گا، اعتبار الفاظ، نصوص اور ان پر مشتمل عام احکام کا ہوگا، گو کہ احکام کو مشروع کرنے کے اسباب خاص ہوں یا معین واقعات ہوں جو ان کو مشروع کرنے کا باعث بنے ہوں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ